دار الافتاء

مولانا عزیز زبیدی مدظلہ

۱۔ مختلف سیاسی اور دینی جماعتوں کا تعارف

۲۔ تمباکو نوش امام

کراچی سے ایک طویل مکتوب آیا ہے، لکھا ہے:

۱۔ کالعدم پیپلز پارٹی کو ہم نہیں سمجھ سکے، کہ اسے کیا تصور کیا جائے؟

۲۔ کالعدم جماعتِ اسلامی کو کیا کہا جائے، باتیں ان کی اچھی ہیں مگر یہ جس امیر کے افکار کا نچوڑ ہے اس سے کوئی بھی جماعت مطمئن نہیں ہے۔ سیاسی اور دینی تمام جماعتیں اس کے امیر کے خیالات کو دین کے منافی قرار دیتی ہیں، آپ کا کیا خیال ہے؟

۳۔ تبلیغی جماعت کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟

۴۔ جمعیت اہلحدیث کے دونوں دھڑوں کے دعویداروں نے ایک دوسرے کے بارے میں جو الزامات عائد کیے ہیں، ان کی حیثیت کیا ہے؟

۵۔ حنفی جب اہلحدیثوں کی بات کرتے ہیں تو "غیر مقلد" کہہ کر نام لیتے ہیں، جیسے یہ بھی کوئی گالی ہے۔ مقلد اور غیر مقلد کیا شے ہیں؟

الجواب:

کالعدم پیپلز پارٹی:

اس جماعت نے عوامی نعروں سے مسلح ہو کر عوام کا استحصال کیا ہے اور عوام کی خوش فہمیوں کی اساس پر اپنی کرسی اور اقتدار کی عمارت کھڑی کی ہے، اور بالکل اسی طرح جس طرح شور مچ جانے پر، چور بھی "چور چور" کہہ کر لوگوں میں مقبول ہو جاتا ہے، اسی طرح مصیبت کے مارے عوام میں اس جماعت کے لیڈر بھی "عوام عوام" کہہ کہہ کر مقبول ہو گئے ہیں۔ بہر حال یہ جماعت، اپنی طبعی عمر گزار کر چلتی بنی مگر عوام کا کوئی مسئلہ بھی حل نہ ہوا۔ ہمارے نزدیک، یہ جماعت وعدوں

کی بھول بھلیوں کا نام عوام کی خوش فہمیوں کا قبرستان، نوجوان نسل کو اسلام سے بدگمان کرنے والی نادان جماعت ہے۔ ناداروں کا خون پی پی کر جو جوان ہوئی ہیں، وہی شاہی جونکیں ان سے بغلگیر بھی ہو رہی ہیں۔ عوام غریب اور قائد شاہزادے! ــــــ یہ تضاد انتہائی مقام حیرت ہے

کالعدم جماعتِ اسلامی:

جماعت کا جو منشور ہوتا ہے، اسے سرکاری حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ منشور کے علاوہ نجی حیثیت میں اس کے لیڈر کے وہ علمی افکار بھی ہوتے ہیں جن کی جماعت پابند نہیں ہوتی، اور نہ ہی جماعت کا کوئی فرد اپنے امیر کے سامنے ان کا جواب دہ ہوتا ہے کیونکہ ان کی حیثیت غیر سرکاری ہوتی ہے۔ یہاں بھی اس کی یہی شکل ہے۔

باقی رہے اس کے امیر کے وہ افکار جن سے علماء اختلاف کرتے ہیں، ان کی حیثیت صرف تحقیقی اور علمی ہے، ایسا اختلاف معیوب نہیں ہوتا۔ اگر اسے کوئی بدنیتی سے اچھالتا ہے تو اور بات ہے ورنہ یہ کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جہاں تک مولانا مودودی کے ذاتی اور علمی قسم کے مسائل ہیں ہم خود ان سب سے اتفاق نہیں کرتے۔ لیکن اس کے باوجود ہم اُن کو گردن زدنی بھی تصور نہیں کرتے۔ علمی میدان میں اس قسم کے اختلافات کا ایک ایسا چمنستان آباد ہے جس کی سیر ہر اُس شخص نے کی ہے، جس کو علم و تحقیق سے کبھی کوئی واسطہ پڑا ہے۔ ایک دوسرے کے اختلافات کو دین کے منافی قرار دینا عموماً نادانی ہوتی ہے یا بدنیتی، ورنہ اسے ایک اختلاف رائے یا صرف اختلافی نوٹ کہا جا سکتا ہے، جس طرح دُنیا کے نظام ہائے عدالت میں ججوں کے فیصلوں اور دلائل کی نوعیت میں اختلافات کی شکل ہوتی ہے۔ بہرحال یہ جماعت معصوم عن الخطاء نہیں ہے، تاہم اس کی غالب حیثیت صواب کی ہے اور کسی کو برداشت کرنے کے لیے اتنی سی بات کافی ہوتی ہے جہاں تک اس کے موجودہ امیر ہیں، وہ تو اس جھنجھٹ سے بھی دُور رہیں ــــ اس لیے اب تو اس جماعت کے سلسلے میں کسی سابق امیر کی باتوں کی آڑ لینے کی بھی گنجائش نہیں رہی کیونکہ یہ جماعت اور اس کے امیر، جماعتی حیثیت میں مولانا مودودی کے علمی اور نجی افکار کی ذمہ داری بھی قبول کرنا ضروری تصور نہیں کرتے ــــ خلاصہ یہ کہ جماعت اسلامی کے قائد سے اختلاف کی گنجائش ہے۔ لیکن اس اختلاف کی نوعیت کفر و اسلام کی نہیں ہے، علم و تحقیق کی ہے، ایسا اختلاف خطاء اور صواب کا ہی اختلاف کہلاتا ہے، کفر و دین کا نہیں۔ اسلاف کے اندر ایسے اختلافات کے نمونے ملتے ہیں جو کسی بھی اہلِ علم سے مخفی نہیں ہیں۔

تبلیغی جماعت: یہ حنفی دیوبندیوں کا ایک ٹولہ ہے جن کی نیکی پر مسلکی چھاپ یعنی حنفیت غالب

رہتی ہے اور پھر چند گنی چنی رُوحانی مشقوں پر اُن کو قانع بنا دیا ہے اور اس سارے رُوحانی سفر میں تلوار اُن کے ہاتھ میں آئی نہ کتاب و سنت۔ ایک ہاتھ میں کنز و قدوری رہی اور دوسرے ہاتھ میں تسبیح۔ اس رزمگاہِ حیات میں جینے کا یہ انداز نبوی نہیں، خانقاہی ہے۔

جمعیت اہلحدیث کے دونوں دھڑے:

پہلے ہم نے ادل بدل کر فریقین سے نیک توقعات قائم کیں، لیکن جب دونوں نے ایک دوسرے کو کھری کھری سنانا شروع کیں تو ہم سمجھے ہم سے بھول ہوئی۔ بہرحال یہ ان کی انفرادی جنگِ اقتدار ہے اور ہماری موجودہ قیادت، ہماری روایتی قیادت سے مختلف ہے، جس کی وجہ سے اغیار کا قلم ہماری جو تصویر کھینچ کر پیش کرنے والا ہے وُہ انتہائی مکروہ ہوگی —— اس لیے ایک اہلحدیث کی حیثیت سے ہم اعلان کرتے ہیں کہ جمعیت کے موجودہ قائدین نے جتنا اور جیسا کچھ پیش کیا ہے وُہ ان کا ذاتی کردار ہے، جماعت اہلحدیث ایک مسلک کی حیثیت سے ان کی ان بحثوں سے اپنی برائت کا اعلان کرتی ہے۔

مقلد اور غیر مقلد:

محض حسن ظن کی بناء پر اور دلیل کے بغیر کسی غیر نبی کی اطاعت پر قناعت کرنے کو تقلید کہتے ہیں —— اور اس کی یہ وجہ بتائی جاتی ہے کہ چونکہ ہمیں خود کو نظر نہیں آتا، اس لیے کسی آنکھوں والے کے پیچھے چلتے ہیں —— یعنی ہم اندھے ہیں، اس لیے دوسرے کی ڈنگوری پکڑ کر رکھتے ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ: غیر معصوم (غیر نبی) کی تقلید اتنی بُری ہے کہ صرف آنکھوں کی بصارت نہیں، دل کی بینائی (بصیرت) بھی جاتی رہتی ہے:

إِنَّ التَّقْلِيْدَ لِغَيْرِ الْمَعْصُوْمِ مَذْمُوْمٌ وَفِيْهِ عَمًى لِّلْبَصِيْرَةِ۔

(المیزان الکبریٰ للامام الشعرانی ص۱۶)

اس لیے بزرگوں کے نزدیک تقلید مقامِ معذرت ہے، مقامِ فخر نہیں ہے، کیوں کہ آپ کو ایسا اندھا کوئی نظر نہیں آئے گا جو اپنے اندھے پن پر اتراتا ہو اور اچھل اچھل کر لوگوں سے کہتا ہو کہ: بھئی! میں اندھا ہوں، اندھا! —— اس کے باوجود اگر کوئی مقلد اپنی تقلید پر فخر کرتا ہے تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہوش دے!